OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com
DOI: https://doi.org/10.53575/u6.v6.02(22)53-63

امام ابو منصور ماتریدی کی کتاب التوحید میں سے مسئلہ "استوی علی العرش" کا اختصاصی مطالعہ

Special Study of the Issue "استوی علی العرش" in the Book of Tawheed
by Imam Abu Mansour Matridi

FARHAN AKHTAR
Ph.D Research scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, The University Of Faisalabad.

DR. AMMARA RAHMAN
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad.

Received on: 09-04-2022 Accepted on: 20-05-2022

Abstract

Imam Abu Mansur Maturidi رضی اللہ تعالیٰ عنہ was a " Theologist " who was the student of Imam Mohammad رضی اللہ تعالیٰ عنہ after only two chains, So therefore he was also the pupil of Grand Imam, Imam e Azam Abu Hanifa رضی اللہ تعالیٰ عنہ after only three chains. His followers are called Maturidi in the matters of the Theology (As the science of beliefs). His major works are in the field of Theology, especially his book named "Kitab ul Towheed" is well known. So a deep study and research have presented about the Allah's Attributes particularly "HIS EXISTENCE ATTRIBUTES" meaning that (ISTAWA A'AL UL ARSH) in this article. There are much details related to ALLAH's Attributes from his book " Kitab ul Towheed " presented below as.

Keywords: Theologist, followers, Maturidi, Kitab ul Towheed, Istawa A'AL UL Arsh, especially, particularly, presented.

جو لوگ امور اعتقادیہ میں امام ابو منصور محمد بن محمود سمرقندی الماتریدی کے طریقہ پر چلتے ہیں وہ ماتریدی کہلاتے ہیں۔امام ماتریدی صرف دو واسطوں سے حضرت امام محمد کے شاگرد ہیں۔آپ نے امام ابو حنیفہ کی تصانیف اپنے اساتذہ میں سے ابو نصر احمد بن عباس العیاضی،امام احمد بن اسحاق جوزجانی اور نصیر بن یحیی بلخی سے روایت کیں۔ یہ تینوں حضرات امام ابو سلیمان موسی بن سلیمان جوزجانی کے تلمیذ تھے۔ وہ امام ابو یوسف،امام محمد اور امام ابن مبارک کے شاگرد تھے۔اس طرح امام ماتریدی کو تین واسطوں سے امام اعظم ابو حنیفہ کا شرف تلمذ حاصل تھا۔

آپ کی تصانیف میں سے چند نام یہ ہیں:۔

1۔ **بیان وہم المعتزلہ**	2۔ **تاویلات اَھل السنہ**	3۔ **تاویلات الماتریدیہ**
4۔ **التوحید**	5۔ **الجدل**	6۔ **الدرر فی اصول الدین**
7۔ **رد تھذیب الجدل**	8۔ **ردوعید الفساق**	9۔ **ردالاَمامہ**

10۔ الرد علی القرامطہ 11۔ الرد علی فروع القرامطہ 12۔ وصایا و مناجات

13۔ المقالات 14۔ ماخذ الشرائع 15۔رسالہ فما لایجوز الوقوف علیہ فی القرآن۔

علامہ ابوالحسن اشعری اور علامہ ماتریدی نے اصول دین اور مسائل اعتقادیہ میں بڑی تحقیق اور تدقیق کی ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے عقائد اسلامی کو ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور زنادقہ کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا عقل اور نقل سے ابطال فرمایا، جس سے صحابہ اور تابعین کا مسلک خوب روشن ہو گیا۔اسی واسطے مذہب اہل السنۃ والجماعت انہی دو بزرگوں میں محصور ہو گیا۔(1)

امام ابو منصور ماتریدی کی "کتاب التوحید" میں مذکور صفات باری تعالی کے متعلق عقائد میں سے ایک کی یہاں امثلہ بیان کی جاتی ہیں کہ مسئلہ استوی کے بارے میں مختلف لوگوں کے نظریات کیا ہیں؟:

مسئلۃ بیان العرش:(عرش کے بیان کا مسئلہ)

"قال أبو منصور رضي الله عنه: ثم اختلف أهل الإسلام في القول بالمكان- فمنهم من زعم أنه يوصف بأ نه على العرش مستو- والعرش عندهم السرير، المحمول بالملائكة المحفوف بهم ﴿وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾ (2)وقوله: ﴿وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ (3)وقوله: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَه يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ (4) واحتجوا للقول به بقوله: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾(5) ويرفع الناس إلى الشتاء بالدعوات أيديهم وما يأملون من الخيرات ويقولون هو صار إليه بعد أن لم يكن لقوله: ﴿ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾-"(6)

"حضرت امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: اہل اسلام اللہ تعالی کے بارے میں مکان کا قول کرنے کے بارے میں مختلف ہو گئے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالی کو اس طرح موصوف کیا جا سکتا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ عرش ان لوگوں کے نزدیک تخت ہے۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آیت مبارکہ ہے: ﴿وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾ (اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔)اور رب تعالی کا قول: ﴿وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾۔(اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کیے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔)اور اس کا فرمان: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ (وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔)وہ اپنے اس قول کی دلیل اس آیت سے لیتے ہیں: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾۔(وہ بڑی مہر(رحمت)والا اس نے عرش پر استواء فرمایا(جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔)اور لوگ دعا مانگتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالی سے بھلائیوں کی امیدیں لگاتے ہیں۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہو گا جب کہ پہلے وہ مستوی نہ تھا۔اپنی دلیل اللہ تعالی کے اس قول: ﴿ثم استوى على العرش﴾ (پھر عرش پر استواء فرمایا(جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔) سے لیتے ہیں۔

یہاں سے امام ماتریدی ان لوگوں کی قول اور دلیل بیان کر رہے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی عرش پر بیٹھا ہے اور اس کا عرش فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

"ومنهم من يقول: هو بكل مكان، بقوله: ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْاۚ﴾،(7) وقوله: ''﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (8)وقوله: ''﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ﴾،(9) وقوله: ﴿وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌؕ-وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ﴾ (10) وظنوا أن القول بأنه في مكان دون مكان يوجب الحد، وكل ذى حد مقصر عما هو أعظم منه وذلك عيب وآفة وفي ذلك إيجاب الحاجة إلى المكان مع ما فيه إيجاب الحد إذ لا يحتمل أن يكون أعظم من المكان لما هو سخف في المتعارف أن يختار احد مكانا لا يسعه فيصير حد المكان حده- جل ربنا عن ذلك وتعالى-"(11)

"بعض لوگ یوں کہتے ہیں: وہ ہر مکان میں موجود ہے، اللہ تعالی کے قول: ﴿ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْاۚ﴾ **(جہاں کہیں تین شخصوں کی سر گوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں۔) اور اللہ تعالی کا فرمان:** ﴿ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ **(اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔) اور ارشاد باری ہے:** ﴿ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴾ **(اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔) اور اللہ عزوجل کا قول:** ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴾ **(اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا اور وہی حکمت و علم والا ہے۔**

ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کے بارے میں یہ قول کہ وہ مکان میں ہے اور مکان سے نیچے ہے، یہ حد "(حدود اربعہ) کو ثابت کرتا ہے۔ جو بھی حد والا ہو گا وہ چھوٹا ہو گا اس کی نسبت سے جو اس سے بڑا ہو گا۔ یہ چیز عیب اور آفت ہے۔ اس قول میں اللہ تعالی کے لیے مکان کی حاجت کو واجب کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالی کے لیے حد کو بھی واجب ماننا ہے۔ کیونکہ اس کا احتمال نہیں ہے کہ وہ مکان سے بڑا ہو۔ اس لیے کہ عرف میں یہ بات کم عقلی کی ہے کہ کوئی اپنے لیے ایسا مکان پسند کرے جو اس کو سمانہ سکے۔ لہذا مکان کی حد اس کی حد ہو جائے گی۔ اللہ تعالی کی ذات اس سے اور تمام عیبوں سے پاک اور برتر ہے۔"

یہاں سے ان لوگوں کے دلائل کا بیان ہے کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی ذات ہر جگہ ہے۔

"ومنهم من قال بنفي الوصف بالمكان وكذلك بالأمكنة كلها إلا على مجاز اللغة بمعنى الحافظ لها والقائم بها-"(12)

"بعض لوگوں نے اللہ تعالی سے مکان کے وصف کی نفی کی ہے اور اسی طرح تمام جگہوں سے بھی نفی کی ہے مگر مجازی معنی کے لحاظ سے، یعنی اس کی حفاظت کرنے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہے۔"

یہاں سے ان لوگوں کے دلائل کا بیان ہے کہ جو کہ اللہ تعالی کی ذات سے وصف مکان کی نفی کرتے ہیں اور ہر جگہ سے بھی مگر مجازی معنی

مراد لیتے ہیں۔

"قال الشيخ أبو منصور رحمه الله: وجملة ذلك أن إضافة كلية الأشياء إليه وإضافته عز وجل إليها يخرج مخرج الوصف له بالعلو والرفعة ومخرج التعظيم له والجلال، كقوله: ﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (13)، ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (14)، ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ﴾ (15)، ﴿رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (16)ونحوه-

وإضافة الخاص إليه يخرج مخرج الإختصاص له بالكرامة والمنزلة والتفضيل له على من هو بجوهره نحو قوله: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ (17) وقوله: ﴿وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (18)﴿ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ (19) وغير ذلك-

ولا يخرج شيء من ذلك على مثل المفهوم من إضافة الخلق بعضهم إلى بعض، لا قطع إحتمال مثله في الخلق قد تخرج أيضا إضافة التخصيص مخرج التفضيل والعموم مخرج فضل السطان والولاية-"(20)

"حضرت شیخ ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ تمام اشیاء کی اس کی طرف نسبت کرنا اور اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنا اس کو اس وصف سے نکال کر اس کو علو، رفعت کے وصف سے متصف کر دیتا ہے اور اس کے لیے تعظیم اور جلالت قدر پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿ لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾(اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔)اور: ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ﴾(رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔)اور: ﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ ﴾ (سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا۔)اور: ﴿ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (رب سارے جہان کا۔)اور اسی جیسی دوسری آیات۔

جب خاص قسم کی اضافت اللہ تعالی کی طرف ہو تو اس سے خصوصی قسم کی کرامت، منزلت اور فضیلت مراد ہوتی ہے۔ مثلا: اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾(بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔)اور اس کا فرمان ہے: ﴿ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾(اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔)اور فرمان ربی عزوجل: ﴿ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً ﴾(یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی۔)"

ان آیات کے معانی میں سے کوئی مفہوم ایسا نہیں نکلتا جو مخلوق کی آپس میں ایک دوسرے کی نسبت کے لحاظ سے ہو۔ یقینا اس بات کا کوئی احتمال ہی نہیں کہ مخلوق جیسے معانی مراد ہوں کیونکہ اس سے بھی تخصیص کی اضافت کا معنی مراد ہے۔ اور اس کے عموم سے بادشاہی اور سلطنت کی فضیلت ہی مراد ہوتی ہے۔

" قال أبو منصور رحمه الله: الأصل فيه أن الله سبحانه كان ولا مكان- وجائز ارتفاع الامكنة وبقاؤه على ما كان فهو على ما كان وكان على ما عليه الآن. جل عن التغير والزوال والإستحالة والبطلان، إذ ذلك أمارات الحدث التي بها عرف حدث العالم ودلالة إحتمال الفناء، إذ لا فرق بين الزوال من حال إلى حال ليعلم أن حالة الأولى لم تكن لذاته، إذ لا يحتمل زوال ما لزم ذاته وبين أنها ليست لذاته لما احتمل هو قبول الأعراض وانتقال الأخوال- ولا قوة الا بالله-"(21)

"حضرت امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات ہی تھی اور کوئی مکان نہیں تھا۔ اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالی مکان سے بہت بلند ہیں۔ اس کی ذات کی بقاء اسی طرح آج بھی ہے جیسے وہ پہلے تھی۔ وہ آج بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ یعنی اللہ تعالی مکان کے بغیر ہی موجود ہے۔ اللہ تعالی کی ذات تغیر و تبدل، زوال، استحالہ اور بطلان (یعنی باطل ہونے) سے پاک ہے۔ کیونکہ یہ حدوث کی علامات ہیں جن سے اس عالم کا حادث ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہ فنا کے احتمال پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ایک حالت سے زائل ہو کر دوسری حالت میں آنے میں کوئی فرق نہیں تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کی پہلی حالت اس کی ذاتی حالت نہیں تھی۔ اس لیے کہ اس بات کا کوئی احتمال ہی نہیں کہ جو چیز اس کی ذات کو لازم ہے، اس کو زوال ہو، اور اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ اس کی ذات میں سے نہیں ہے جس میں یہ احتمال ہو جو اعراض کو قبول کرے اور حالات میں تبدیلی آئے۔ اور قوت تو اللہ ہی سے ہے۔"

" وبعد! فإن في تحقيق المكان له والوصف له بذاته في كل مكان تمكين الحاجة له إلى ما به قراره على مثل جميع الأجسام والأعراض التي قامت بالأمكنة. وفيها تقلبت وقرت على خروج جملتها عن الوصف المكان. فمن أنشأها وأمسك كليتها لا بمكان، يتعالى عن الحاجة إلى مكان أو الوصف ما عليه العالم أن كليته لا في مكان، وأنه بجزئياته في المكان -"(22)

"اس کے بعد! اللہ تعالی کے لیے مکان کی موجودگی کو ماننا اور اس کے لیے ہر مکان میں اپنی ذات کے ساتھ موجودگی کے وصف کو ماننا اس کے لیے جائے قرار کی حاجت کو ماننا ہے جیسا کہ تمام اجسام اور اعراض کے لیے مکان کو ماننا ہے جس کے ساتھ ان کا وجود قائم ہے۔ اس میں نقل و حرکت، قرار اور جملہ اوصاف کا تعلق ہے۔ پس جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو قائم و دائم بھی رکھا ہے، مکان کے ساتھ نہیں۔ وہ ذات پاک اور بلند ہے مکان کی حاجت سے، یا اس وصف سے جس کے ساتھ یہ عالم قائم ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کلی یا جزئی طور پر کسی مکان میں ہو۔"

" ثم إن الله تعالى لو جعل في مكان لجعل بحق الجزئية من العالم- وذلك أثر القصان، بل لما استقام قيام جميع العالم لا بالأمكنة للجملة فقيمه على ذلك أحق وأولى- ولا قوة الا بالله- "(23)

"پھر اگر اللہ تعالی کو کسی مکان میں رہنے والا قرار دیا جائے تو اس کو بھی عالم میں جزئیات کے ساتھ قرار دیا جائے گا اور یہ نقصان اور کمی کی علامت ہے۔ بلکہ جب اللہ تعالی نے تمام عالم کو قائم کیا تو مکان کے ساتھ قائم نہیں کیا۔ پس اس کا تمام عالم کو قائم و دائم رکھنا زیادہ حق اور زیادہ لائق ہے۔ اور قوت تو اللہ تعالی ہی سے ہے۔"

" قال أبو منصور رحمه الله: ثم القول بالكون على العرش وهو موضع بمعنى كونه بذاته أو في كل الأمكنة لا يعدو من إحاطة ذلك به أو الإستواء به أو مجاوزته عنه وإحاطته به. فإن كان الأول فهو إذا محدود به ، محاط، منقوص عن الخلق، إذ هو دونه. ولو جاز الوصف له بذاته بما يحيط به من الأمكنة جاز بما يحيط به من الأوقات فيصير متناهيا بذاته مقصرا عن خلقه وإن كان على الوجه الثاني فلو زيد على الخلق لا ينقص أيضا وفيه ما في الأول. وإن كان على الوجه الثالث هو الأمر المكروه الدال على الحاجة وعلى التقصير من أن ينشيء مالا يفضل عنه مع ما يذم ذا من فعل المملوك أن لا يفضل عنهم من المعامد

شیئا- "(24)

"حضرت امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: پھر عرش پر ہونے کا قول (اور وہ عرش ایک جگہ ہے) اس معنی میں: کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ عرش پر ہے، اور ہر جگہ ہے۔ وہ اس کے احاطہ سے تجاوز نہیں کرتا ہے، یا وہ عرش پر مستوی ہے، یا وہ اس سے تجاوز کرتا ہے، اور اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اگر پہلا معنی مراد لیا جائے پھر تو اللہ اس کے ذریعے محدود ہو گا (حد بندی ہو گی) احاطہ کیا ہوا ہو گا مخلوق سے کم ہو گا کیونکہ وہ اس سے نیچے ہو گا۔ اور اگر اللہ تعالی کو اپنی ذات کے ساتھ مکان سے احاطہ کیا ہوا مانا جائے تو اس سے یہ بات بھی درست ہو جائے گی کہ اللہ تعالی وقت کے لحاظ سے بھی احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس وہ اپنی ذات کے لحاظ سے متناہی ہو گا اور اپنی ہی مخلوق سے محدود ہو گا، اگرچہ وہ دوسرے معنی کے لحاظ سے ہی ہو۔ اور اگر وہ مخلوق سے زائد ہے، کم بھی نہیں ہو گا، تو اس صورت میں پہلے والے وہی اعتراض ہوں گے۔ اور اگر تیسری وجہ ہو تو وہ ایک ناپسندیدہ امر ہے جو حاجت وضرورت پر دلالت کرنے والا ہے۔ اور اس میں تقصیر و کوتاہی بھی ہے کہ وہ اس چیز کو پیدا کر دے جس سے اس کو فضیلت حاصل نہیں ہے، حالانکہ یہ مذموم چیز ہے بادشاہوں کے عمل کے لحاظ سے بھی کہ وہ اپنے آپ کو رعایا سے بھی فضیلت نہ دیں۔"

"وبعد! فإن في ذلك تجزئة بما كان بعضه في ذي أبعاض وبعضه يفضل عن ذلك. وذلك كله وصف الخلائق. والله يتعالى عن ذلك-"(25)

"اس کے بعد یہ بات بھی ہے کہ اس میں تجزی (اجزاء میں تقسیم کرنا ہے) بھی ہے، اس وجہ سے کہ اس کا بعض حصہ اجزا والا ہے، اور بعض حصہ اس سے فضیلت والا بھی ہے۔ اور یہ سب مخلوق کے اوصاف ہیں۔ اللہ تعالی تو اس سے پاک اور برتر ہیں۔"

"وبعد! قاله ليس في الإرتفاع إلى ما يتخلو من المكان للجلوس أو القيام شرف ولا علو ولا وصف بالعظمة والكبرياء كمن يعلو السطوح أو الجبال إنه لا يستحق الرفعة على من دونه عندإستواء الجوهر فلايجوز صرف تأويل الآية إليه مع ما فيها ذكر العظمة والجلال إذ ذكر في قوله تعالى: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ﴾ (26)

فذالك على تعظيم العرش أي شيء كان من نور أو جوهر لا يبلغه علم الخلق. وقد روي عن نبي الله صلى الله عليه وسلم أنه وصف الشمس أن جبريل يأتيها بكف من ضوء العرش فيلبسها كمايلبس أحدكم قميصه كل يوم تطلع وذكر في القمر كفأ من نور العرش-" (27)

"اس کے بعد! اس ارتفاع اور بلندی میں، جو کسی مکان کی بلندی کے لحاظ سے ہو، چاہے وہ جلوس یا قیام کی حالت میں ہو کوئی شرف اور بلندی نہیں ہے، اور نہ اس میں عظمت اور کبریائی کا کوئی وصف پایا جاتا ہے، جیسے کوئی شخص مکان کی چھت یا پہاڑ پر بلند ہو۔ یقینا "جوہر" پر استوا کی وجہ سے دوسروں پر رفعت کا مستحق نہیں ہے۔ پس آیت (استواء) کی تاویل سے صرف نظر کرنا جائز نہیں ہے جب کہ اس آیت میں عظمت اور جلال کا ذکر بھی ہے۔ اس لیے کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ (بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔)

پس یہ آیت عرش کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے۔ چاہے عرش نور سے بنا ہو یا جوہر سے، مخلوق کے علم کی وہاں تک رسائی ہی نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا: آپ ﷺ نے سورج کا وصف بیان فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرش کی روشنی میں سے اپنی ہتھیلی میں لے لیتے ہیں تو اس کو سورج کو پہنا دیتے ہیں جیسا کہ ایک تم میں سے قمیص پہن لیتا ہے، ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے چاند کے بارے میں بھی فرمایا کہ اس کو بھی مٹھی بھر نور عرش کا عطا فرما دیتے ہیں۔"

" فإضافة الإستواء إليه لوجهين:

أحدهما على تعظيمه بما ذكره على أثر ذكر سلطانه في ربوبيته وخلقه ما ذكر-

والثاني على تخصيصه بالذكربما هو أعظم الخلق و أجله على المعروف من إضافة الأمور العظيمة إلى أعظم الأشياء كما يقال تم لفلان ملك بلد كذا واستوى على موضع كذا، لا على خصوص ذلك في الحق ولكن معلوم أن من له ملك ذلك فما دونه أحق وعلى ذلك قوله تعالى: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (28) بما صارت له أم القرى. وأيس الذين كفروا من دينهم. وكذا ما ذكر من إرسال الرسل إلى الفراعنه وإلى أم القرى لا يتخصص ذلك ولكن بذ كر عظم الأمر. فمثله أمر العرش وهو كقوله: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا﴾ (29)وقوله: ﴿وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾ (30)على لحوق غير بهم- ويحتمل أن يكون على المنفى بوصف المكان إذ هو أعلى الأمكنة عند الخلق ولا تقدر العقول فوقه شيئا فاشار إليه ليعلم علوه عن امكنة وتعاليه عن الحاجة وعلى ذلك قوله: ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾(31)والنجوى ليس من نوع ما يضاف إلى المكان ولكن يضاف إلى الأفرادفأخبر بعلوه عن الأمكنة وتعاليه عن أن يخفى عليه شيء ثم بقدرته بقوله: ﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (32)أي بالسلطان والقوة وبألوهيته في البقاع كلها لأنها أمكنة العبادة وبقوله: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ–وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ﴾ (33) ويملك كل شيء بقوله: ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (34) ثم بعلوه و جلاله بقوله: ﴿ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ﴾ (35) وقوله: ﴿وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (36)، وقوله: ﴿ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (37)-فجمع في هذه الأحرف ما فرق في تلك ،ليعلم أنه بكل ما سمي به ووصف كان ذلك له بذاته لا بشيء من خلقه. وكذلك عزه وشرفه و مجده جل ثناؤه عن الأشباه ولا إله غيره-"(38)

"پس استواء کی اضافت اللہ تعالی کی طرف دو وجوہ سے ہے:

اول: عرش کی عظمتِ شان کو بیان کرنے کے لیے، اس لیے کہ اس کا ذکر اللہ تعالی کی سلطنت، بادشاہی، ربوبیت اور خالقیت کا ذکر کرنے کے بعد ہے۔

دوم: اس کے ذکر کی تخصیص کے ساتھ، اس وجہ سے کہ عرش اللہ تعالی کی سب سے بڑی اور جلیل القدر مخلوق ہے جو کہ مشہور و معروف ہے۔ اس میں امور عظیم کی نسبت سب سے بڑی چیز کی طرف ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلاں شخص کے لیے اس شہر کی بادشاہی کامل ہو گئی۔ اور اس

موضع (جگہ) پر اس کی عملداری ہو گئی۔ نہ کہ حقیقتاً صرف اسی مخصوص جگہ کی لیکن یہ بات معلوم ہے کہ جو شخص اس کا مالک ہو گیا تو وہ اس سے کم کا زیادہ مالک ہو گیا ہے۔ یہی معنی اللہ تعالی کے اس فرمان کے بھی ہیں: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔)

اس وجہ سے کہ ام القری (مکہ معظمہ) میں یہ دین غالب ہو گیا اور کافر اپنے اپنے دین سے مایوس ہو گئے۔ یہی معنی مراد ہیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا اپنے اپنے وقت کے فرعونوں کی طرف، اور اسی طرح آپ ﷺ کا ام القری کی طرف۔ اس میں صرف اسی شہر کی تخصیص مراد نہیں ہوتی بلکہ بڑے امور کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ پس ایسے ہی عرش کا بھی معاملہ ہے۔ یہی معنی اللہ تعالی کے اس فرمان کے بھی ہیں: ﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ﴾ (اور اُسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کیے کہ اس میں داؤں کھیلیں۔) فرمان ربی ہے: ﴿ وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴾ (اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں (امیروں) پر احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔)

اس سے مراد ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو شامل کرنا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مکان کے وصف کی نفی مراد ہو کہ مخلوق کے نزدیک تمام مکانات سے اونچا اور اعلی مکان مراد ہے۔ عقل اس سے اونچے اور بلند مکان کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس لیے اللہ تعالی نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے تاکہ یہ بات جان لی جائے کہ اللہ تعالی تمام مکانات سے عالی اور بلند ہے اور وہ مکان کی حاجت سے پاک اور بلند ہے۔ اسی بات کا اس آیت میں بھی بیان ہے۔: ﴿ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ﴾ (جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں۔)

"نجوی" (سرگوشی) اس نوع میں سے نہیں جس کی اضافت مکان کی طرف کی جا سکے، لیکن اس کی اضافت افراد کی طرف ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ مکان سے پاک اور بلند ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی رہے۔

پھر اللہ تعالی نے اپنی قدرت کو بیان کیا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: ﴿ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ (اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔) یعنی اللہ تعالی کی سلطنت اور قوت کے ساتھ۔ اور زمین و آسمان کے ہر حصے میں اپنی الوہیت کے ساتھ، اس لیے کہ تمام امکانات اس کی عبادت کے لیے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا قول ہے: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ-وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴾ (اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا اور وہی حکمت و علم والا ہے۔) اور اللہ تعالی ہر چیز کا مالک ہے، جیسا کہ فرمان

باری تعالی ہے: ﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ﴾(کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مددگار۔) پھر اللہ تعالی نے اپنی علو شان اور اپنے عظمت و جلال کو بیان فرمایا ہے: ﴿ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ﴾(اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر۔) اور آیت مبارکہ: ﴿ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾(اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔) اور اس کا قول: ﴿ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾(اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔)

پس اللہ تعالی نے ان حروف کے درمیان اس فرق کو واضح کر دیا ہے جو ان میں ہے تاکہ اس بات کو جان لیا جائے کہ تمام اسمائے باری تعالی اور صفات باری تعالی اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں، نہ کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ۔ اسی طرح اس کی عزت و شرف، اس کی عظمت و جلال، اس کی حمد و ثناء بھی مشابہت و تشبیہ سے پاک ہے۔ اس کی ذات کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔"

"قال أبو منصور رحمه الله:

وأما الأصل عندنا في ذلك أن الله تعالى قال: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ-وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (39)فنفى عن نفسه شبه خلقه. وقد بينا أنه في فعله وصفته متعال عن الأشباه فيجب القول ب ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (40) على ما جاء به التنزيل، وثبت ذلك في العقل. ثم لا نقطع تأويله على شيء لاحتماله غيره مما ذكرنا وإحتماله أيضا ما لم يبلغنا لا يعلم أنه غير محتمل شبه الخلق ونؤمن بما أراد الله به . وكذلك في كل أمر ثبت التنزيل فيه نحو الرؤية وغير ذلك -يجب نفي الشبه عنه والإيمان بما أراده من غير تحقيق على شيء دون شيء-"

امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ میں اصل اور معتبر بات تو اللہ تعالی کا فرمان ہی ہے: ﴿ ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ﴾(اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سُنتا دیکھتا ہے۔)

پس اس آیت میں اللہ تعالی نے مخلوق کی تشبیہ سے ہر حال میں نفی فرمائی ہے۔ ہم نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ اللہ تعالی اپنے افعال اور صفات میں مخلوق کی تشبیہ سے پاک اور بلند ہیں۔ لہذا اللہ تعالی کے اس فرمان: ﴿الرحمن على العرش استوى ﴾(وہ بڑی مہر (رحمت) والا اس نے عرش پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔) میں وہی قول واجب ہے کہ اس پر اسی طرح ایمان لایا جائے جس طرح قرآن پاک میں آیا ہے اور عقل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ پھر اس کی ہم کوئی قطعی تاویل میں ہر گز نہیں کرتے۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ ہماری بیان کردہ تاویل کے علاوہ یہاں دوسرا احتمال اور معنی مراد ہو یا وہ احتمال مراد ہو جہاں تک ہماری عقل کی رسائی ہی نہیں۔ وہ معنی ہر گز مراد نہیں جس میں مخلوق کی تشبیہ کا شائبہ بھی ہو۔ ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالی کی مراد ہے۔ یہی عقیدہ ہر اس مسئلہ میں ہے جس میں وحی (قرآن و حدیث) کی نص موجود ہے، جیسے رویت باری تعالی وغیرہ۔ ان میں اللہ تعالی سے تشبیہ کی نفی کرنی ہے۔ اور اس پر ایمان لانا ہے جو بھی اللہ تعالی کی مراد ہے۔ اس کی تحقیق و جستجو میں ہر گز نہیں پڑتا ہے۔"

خلاصہ البحث:

امام ماتریدی کی اس تمام گفتگو سے چند ایک نمایاں پہلو بطور نتیجہ اخذ کئے گئے ہیں۔

1۔جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے عرش پر استوی فرمایا،ان کے نزدیک عرش سے مراد ایک تخت ہے کہ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

2۔بعض کے نزدیک اللہ پاک ہر مکان میں ہے تو امام ماتریدی ان کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس قول کی وجہ سے اللہ پاک کا محدود ہونا لازم آئے گا جبکہ اللہ پاک کی ذات غیر محدود ہے۔اور ہر عیب سے پاک و مبرا ہے۔

3۔اللہ تعالی مکان کے بغیر ہی موجود ہے اور اللہ تعالی کی ذات تغیر و تبدل، تجزی،زوال،استحالہ اور بطلان (یعنی باطل ہونے) سے پاک ہے۔

4۔اللہ تعالی کی جانب استوی علی العرش کی نسبت دو وجہ سے ہے،ایک تو عرش کی عظمتِ شان کو بیان کرنے کے لیے اور دوسرا اس کے ذکر کی تخصیص کے ساتھ،اس وجہ سے کہ عرش اللہ تعالی کی سب سے بڑی اور جلیل القدر مخلوق ہے۔

5۔امام ماتریدی نے استوی کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اسمائے باری تعالی اور صفات باری تعالی اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں،نہ کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ۔اسی طرح اس کی عزت و شرف،اس کی عظمت و جلال،اس کی حمد و ثناء بھی مشابہت و تشبیہ سے پاک ہے۔اس کی ذات کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔

6۔اللہ تعالی اپنے افعال اور صفات میں مخلوق کی تشبیہ سے پاک اور بلند ہیں۔لہذا اللہ تعالی کے اس فرمان:﴿الرحمن علی العرش استوی﴾(وہ بڑی مہر (رحمت) والا اس نے عرش پر استواء فرمایا(جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔) میں وہی قول واجب ہے کہ اس پر اسی طرح ایمان لایا جائے جس طرح قرآن پاک میں آیا ہے۔

References

1-Ashrafi, Abu Hafs Ijaz Ahmad, Sifat e Bari tala Or Akabir ulma e Ummt K Aqaied, (Lahore, Darul Naeem, 2016AD), p. 98

2-Alhaqah69:17

3Al-zumar39:75

4-Al- momin40:7

5-Taha20:5

6-Al-Aaraf 7:54

7-Al-Mujadla58:7

8-Qaaf 50:16

9-Al-Waqia 56:85

10-Al-Zukhruf 43:84

11-Ashrafi, Abu Hafs Ijaz Ahmad, Sifat e Bari tala Or Akabir ulma e Ummt K Aqaied , p. 99

12- Ibid:100

13-Al- Baqra2:107
14-Al- Anbiya21:56
15- Al-Aaraf 7:54
16-Al-Fatiha1:1
17-Al-Nahl 16:128
18- Al-Jin 72:18
19-Al-Aaraf 7:73
20-Ashrafi, Abu Hafs Ijaz Ahmad, Sifat e Bari tala Or Akabir ulma e Ummt K Aqaied , p. 101
21-Ibid:102
22-Ibid:103
23-Ibid:104
24-Ibid:105
25-Ibid:106
26-Al-Aaraf 7:54
27-Ashrafi, Abu Hafs Ijaz Ahmad, Sifat e Bari tala Or Akabir ulma e Ummt K Aqaied, p. 108
28-Al-Maieda5:3
29-Al-Anaam 6:123
30-Bane israiel 17:16
31-Al-Mujadla 58:7
32-Qaaf 50:16
33-Al-Zukhruf 43:84
34-Al- Baqra2:107
35-Al-Anaam 6:118
36-Al- Baqra2:29
37-Al-Maieda5:17
38-Ashrafi, Abu Hafs Ijaz Ahmad, Sifat e Bari tala Or Akabir ulma e Ummt K Aqaied , p. 110
39-Al-Shora 42:11
40-Taha20:5